دوسالہ دراساتِ دینیہ کورس

مولانا عمران عیسیٰ
استاذِ جامعہ

فوائد، تجربات اور چند گزارشات

اللہ تعالیٰ نے اخیر زمانے کی انسانیت کی دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اپنے احکام وشریعت اُتاری۔ ان احکام میں سے سب پر عمل‘ ہر کسی کے لیے ہر وقت ضروری نہیں، بلکہ بعض احکام تو سب کے لیے ضروری ہیں، جن کو دین کی اصطلاح میں فرض و واجب سے تعبیر کیا جاتا ہے اور بعض اس سے کم درجے کے احکام ہیں، پھر بعض کی بجا آوری کے لیے کچھ شرائط وتفصیل ہے۔ قرآن وحدیث کے بیان کردہ احکام کی اس درجہ بندی اور تفصیل کو ’’علمِ شریعت‘‘ کہتے ہیں۔ ظاہر ہے پوری اُمت اس تفصیلی ’’علمِ شریعت‘‘ کو حاصل کرے، یہ فطرت کے خلاف تھا، جیسے قرآن کریم میں جہاد کے بارے میں اسی طرح کی بات ارشاد فرمائی:

’’اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔ سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے چھوٹی جماعت جایا کرے، تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آویں ڈراویں، تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔‘‘ (التوبۃ:۱۲۲)

چنانچہ برصغیر میں علماء کرام نے اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے معیاری دینی مدارس قائم کیے، جن میں دینی علوم اس تفصیل سے پڑھائے جاتے ہیں کہ ان سے پڑھ کر نکلنے والا دیگر لوگوں کے لیے راہبر وراہنما بن سکتا ہے۔ مسلمان بچوں کی بنیادی اسلامی تعلیم کے لیے مکاتب کا سلسلہ قائم کیا گیا، جس میں بچوں اور بچیوں کو کلمہ، نماز، دعا اور قرآن کریم پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ دعوت وتبلیغ کی محنت، درسِ قرآن، اصلاحی بیانات کے ذریعہ عوام میں دینی

5	صرف ونحو	علم الصرف (ج: ۳-۴)، عوامل ا
6	عقائد	حیات المسلمین (اردو)

کتب برائے مطالعہ دراسات سالِ اول: اسوۂ رسول ﷺ اور نمازِ مدلل

کتب برائے مطالعہ دراسات سالِ دوم: سیر الصحابیات ؓ اور اسلام کیا ہے؟

....

راقم کا اس نصاب و سے چند سالہ تعلق کے نتیجے میں خیال ہے کہ اس نصاب کے ! بنیادی فائدے ہیں:

ایک تو یہ کہ علماء وعوام میں خلیج کو قُربت سے بدلنا، ورنہ ایک دوسرے سے دوری کی وجہ سے بعض مرتبہ بظاہر دین دار حضرات کو بھی علماء اور مدارس کے بارے میں بدگمانیاں اور غلط فہمیوں میں مبتلا پایا گیا، جس کا ذکر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مضمون میں بھی گزرا۔ اس طرح کے کورس سے عوام کے سامنے اپنے علماء کی خدمات آتی ہیں۔

دوسرا اہم فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایمان ونظریات کے لحاظ سے یہ مسلمان پختہ ہوجاتا ہے، ورنہ فتنوں اور دین میں شک پیدا کرنے کے اس ماحول میں اچھے خاصے مسلمان کے نظریات بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔ (عمل کا فائدہ بھی بلا شبہ ہوتا ہے اور ان کی زندگی بھی بدلنے لگتی ہے، مگر اس کا ذکر اس لیے نمایاں نہیں کیا کہ یہ فائدہ تو # تعالیٰ دعوت وتبلیغ کی محنت سے بھی پیدا ہورہا ہے)۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ طبقہ، تجارت و ملازمت یا اپنی معاشی مصروفیت کی وجہ سے براہِ راست عملی زندگی ودنیا سے وابستہ ہے۔ ایسے احباب کے دین وعلمِ دین کی طرف آنے سے اُمید ہے کہ مختصر عرصے میں دین کے آثارِ طیبہ ان کے متعلقہ شعبوں میں نظر آنے لگیں گے۔ واضح بات ہے ہماری ساری دینی محنتوں کا آخری ہدف تو احیاءِ دین ہی ہے اور اس کے احیاء کی صورت اسی وقت ممکن ہوگی جب تمام شعبوں سے وابستہ مسلمان دھیرے دھیرے دین وعلم دین کے طرف متوجہ ہوں، ورنہ خود ہمارے لیے بھی پورے دین پر چلنا مشکل ہے۔

اس وقت دو باتوں کی ضرورت ! م ہورہی ہے:

ا:- پہلی بات

تمام مرکزی مدارس اپنے یہاں اس شعبہ کو قائم کریں اور اس پر پوری توجہ کے ساتھ کام کیا جائے۔

توجہ سے کام کرنے کی مراد یہ ہے کہ:

الف:.... ان کے اسباق اپنے ادارے کے جیّد اساتذہ اور عوام کی نفسیات سمجھنے والے

علماء کے حوالے کیے جائیں۔ اس کی آسان صورت ان اساتذہ کا چناؤ ہے جو کسی محلے کی مسجد میں امام بھی ہوں، گویا مبتدی مدرس کے بجائے تجربہ کار اساتذہ اس شعبہ میں غالب ہوں۔

ب:.... اصلاحی بیانات وتربیت کی ضرورت تو درسِ نظامی کے طلبہ کو بھی ہے، مگر ان کی طویل اور کل وقتی مجالست کا قدرے فائدہ بالآخر ہو ہی جاتا ہے، جبکہ دراساتِ دینیہ کورس ہے بھی دو سالہ اور وقت بھی بہت محدود ہے، اس لیے اپنے مدرسہ کے بزرگ اساتذہ سے ماہ وار ایک بیان کرالیا جائے تو یہ طبقہ اس کا اثر بہت جلدی لیتا ہے۔

ج:.... تالیفِ قلب ودل جوئی کے لیے ان کے لیے گاہے گاہے (حسبِ حیثیت وماحول) اکرام کی ترتیب بنائی جائے، کیوں کہ درسِ نظامی کے طلبہ بھی اولیٰ/ ثانیہ کے سالوں میں شیطان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں، یہ طبقہ تو بطورِ خاص، مثلاً صرف ونحو کو مشکل سمجھ کر ابتدائی مہینوں میں ہی حوصلہ ہار جاتا ہے اور ذہن یہ ہوتا ہے کہ کورس تو اچھا ہے، مگر میرے بس کا نہیں۔ ایسے میں ان کو سنبھالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھا یہ گیا کہ اس طبقہ کے لوگ اگر ایک سہ ماہی مدرسہ کے شفقت ودلجوئی کے ماحول میں گزار لیں تو وہ چل پڑتے ہیں۔

۲:- دوسری بات

ہر مسجد کا امام اور قرب وجوار کے نوجوان اور جدید فضلاء مشن بنا کر اپنے اہلِ محلہ کو تیار کر کے اپنے یہاں اس کورس کی شروعات کریں۔ یہ محلے والوں کا ہم پر حق بھی ہے اور اس کورس سے ہمارے نوجوان فضلاء کو ایک علمی وتدریسی مشغولیت بھی مل جائے گی، ورنہ بہت سے فضلاء تدریس کے لیے سرگرداں نظر آتے ہیں۔

تنبیہ:

نوجوان فضلاء درسِ نظامی کے سبق کے لیے تو کوشاں نظر آتے ہیں، مگر دراسات کا سبق اگر کہیں مل بھی رہا ہوتا ہے تو اس کو اپنے لیے مفید نہیں سمجھتے۔ واضح رہے کہ موازنہ تو نہیں ہے، مگر دراسات کے نصاب میں ہی سبق مل جائے تو اس کی ناقدری نہیں کرنی چاہیے۔ صرف ونحو کا مضمون تو بہرصورت استعداد بڑھانے میں کارآمد ہوتا ہی ہے، اس کے علاوہ فقہ میں بہشتی زیور کی اہمیت تو کسی ماہر مفتی سے معلوم کرسکتے ہیں۔ ترجمۂ قرآن کا سبق' اسی انداز سے تقریباً پڑھایا جاتا ہے جیسے انہوں نے وفاق المدارس کے تحت تین سال میں پڑھا۔ معارف الحدیث کا سبق مل جائے تو کیا کہنے! اس کتاب میں حدیث کی صحاح کتب سے بہترین ذخیرہ ہر باب سے منتخب شدہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ دراسات کا سبق اگر کسی نئے فاضل کو ملے تو اتنی ہی محنت سے اور اپنے اساتذہ کی رہنمائی سے پڑھائے جیسے کسی درسِ نظامی

کا سبق ملنے پر ہماری فکرمندی نظر آتی ہے۔

کچھ نصاب سے متعلق

بعض احباب وفاق کے مقررہ نصاب پر کچھ تحفظات رکھتے ہیں، اس لیے وہ اپنا نصاب وضع کرکے تعلیمِ بالغان یا دیگر عنوان سے کام کررہے ہیں۔ ویسے تو عام مسلمانوں پر محنت مقصود ہے، خواہ کسی بھی عنوان سے ہو، مگر اس سلسلہ میں اپنے اکابر سے جو سوچ ملی وہ تو یہی کہ اجتماعی دھارے میں چلتے رہو، البتہ بہتری کے لیے دعا بھی جاری رہے اور کوشش بھی۔

اس لیے ہماری رائے میں تو وفاق کی چھتری تلے رہنے میں عوام کے آگے بھرم رہتا ہے اور ہمارے لیے بھی حفاظت ہے، ورنہ کونسا نصاب ایسا ہوگا کہ اس میں قیل وقال کی گنجائش نہ ہو۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ راقم کی رائے میں وفاق کا مقررہ نصاب برائے دراسات سو فیصد ناقابلِ ترمیم یا بہترین ہے، نہیں! اس میں کئی لحاظ سے اصلاح کی گنجائش ہے، بلکہ خود وفاق نے اس میں کئی طرح بہتری لانے کی کوشش کی ہے، مثلاً بنیادی بات یہی کہ ابتداءً یہ تین سالہ تھا، پھر غالباً دو سال بعد ہی ایک سال کم کردیا گیا، نیز اللہ کے فضل سے ڈیڑھ سال قبل وفاق کو ایک تفصیلی مکتوب دراسات کے نصاب ہی سے متعلق راقم الحروف نے ارسال کیا تھا، جس پر غور بھی شروع ہو چکا تھا، مگر گزشتہ چودہ ماہ کے معروضی/ وبائی حالات میں اس پر پیش رفت کی خبر نہیں آئی۔ غرض یہ کہ جڑے رہ کر نظام ونصاب میں بہتری کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

اختتامی بات

راقم کا یہ مضمون شوال میں پڑھا جارہا ہوگا، مگر اُس وقت بھی اللہ کے فضل سے رمضان المبارک کے اثرات ختم نہیں ہوئے ہوں گے۔ خطباء وائمہ مساجد اپنے جمعہ کے بیان کو اس کا موضوع بنائیں اور انفرادی طور پر نمازیوں کو اس کی طرف راغب کریں، محلے میں مناسب جگہوں پر پینا فلیکس کے اشتہار آویزاں کیے جائیں۔

غرض مشن بناکر اس پر توجہ کی جائے گی تو ایک مناسب جماعت اس کے لیے تیار ہوسکتی ہے۔ بڑی تعداد کے جمع ہونے کی نہ فکر کی جائے اور نہ انتظار، بلکہ شاید عام مساجد کے لیے تھوڑی تعداد ہی کو قابو کرنا آسان ہو، اس لیے ہمت فرمائیں، آگے بڑھیں، ایک مرتبہ یہ سلسلہ چل پڑا تو اس طبقہ کو آپ حقیقی اور سچا ’’طالب‘‘ پائیں گے اور پھر یہ طبقہ خود آپ کو چلائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اُمت کے ہر طبقہ پر محنت کا جذبہ وفکر عطا فرمائے۔

وصلی اللّٰہ وسلم علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ أجمعین